



سوال

(256) سحری کی اذان کا کتاب و سنت میں کوئی ثبوت ہے؟

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

رمضان المبارک کے علاوہ بعض لوگ گیارہ مہینوں میں سحری کی اذان دیتے ہیں۔ کوئی اسے نفلوں کی اذان بھی کہتا ہے۔ اُس اذان میں تہویب ”الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ“ بھی نہیں کہتے۔ کیا اس اذان کا کتاب و سنت میں کوئی ثبوت ہے؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

صحیح کی دو اذانیں صحیح احادیث سے ثابت ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی ”صحیح“ میں دونوں اذانوں پر باس الفاظ الوهاب منقول کیے ہیں۔ ”باب الأذان بعد الفجر“ طلوع فجر کے بعد اذان کہنے کا بیان اور ”باب الأذان قبل الفجر“ یعنی طلوع فجر سے قبل اذان کہنے کا بیان۔

پھر مصنف نے ہر تہویب کے تحت تین تین احادیث بیان کی ہیں۔ جن کے ایراد (ذکر کرنے) سے مدعی کا اثبات مقصود ہے۔

نیز نسائی اور طحاوی؛ کی روایات میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ان اذانوں کا درمیانی فاصلہ اس طرح منقول ہے: ’وَلَمْ يَكُنْ بَيْنَهُمَا إِلَّا أَنْ يَنْزِلَ بَدَا وَيَصْعَقُ بَدَا‘ یعنی ان دونوں اذانوں کے درمیان وقفہ صرف اتنا سا ہوتا کہ ایک اذان دے کر اُترتا اور دوسرا اذان کے لیے چڑھ جاتا۔

اگرچہ اس روایت میں مبالغہ ہے، لیکن اس مبالغہ کا مقصد درمیانی وقفہ کا تھوڑا ہونا ہے۔ طحاوی کی دوسری روایت میں ہے۔ آپ نے بلال رضی اللہ عنہ سے کہا: ’أَنْتَ تُؤَذِّنُ إِذَا كَانَ الْفَجْرُ سَاطِعًا‘ یعنی تو اس وقت اذان کہتا ہے جب کہ فجر چڑھنے والی ہوتی ہے۔ یعنی فجر کاذب کے وقت میں۔

فجر کاذب اور صادق میں فرق یہ ہے، کہ صادق وہ ہے جو چوڑائی میں چڑھے اور دائیں بائیں کناروں میں پھیل جائے، بخلاف کاذب کے، جس کا نام عرب لوگ ”ذُنْبُ السَّرْحَانِ“ (بھیڑیے کی دم) رکھتے ہیں۔ یہ آسمان کی بالائی میں عمودی شکل میں ظاہر ہو کینیچے اترتی ہے۔ پس پہلی اذان کا مقصد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان میں حسب ذیل ہے۔ فرمایا:

فَإِنَّهُ يُؤَذِّنُ أَوْ يَنَادِي بِأَسْمَاءِ اللَّهِ لِيُرِجَّ قَائِمًا عَلَيْكُمْ وَلِيُنَبِّئَكُمْ بِمَا تَعْمَلُونَ، صحیح بخاری، باب الأذان قبل الفجر، رقم: ۶۲۱

”بلال رضی اللہ عنہ رات کے وقت اذان دیتا ہے تاکہ قیام کرنے والے (نماز تہجد پڑھنے والے) کو لولٹائے اور سوتے ہوئے کو بیدار کر دے۔“

علامہ صنغانی رحمہ اللہ ”سبل السلام“ میں فرماتے ہیں :

’وَفِيهِ شَرْعِيَّةُ الْاَذَانِ قَبْلَ الْفَجْرِ، لِمَا شَرَعَ الْاَذَانَ، فَاِنَّ الْاَذَانَ، كَمَا سَلَّتْ لِلْاَعْلَامِ لِدُخُولِ الْوَقْتِ، وَدُعَاءِ السَّامِعِينَ بِحُضُورِ الصَّلَاةِ - وَهَذَا الْاَذَانُ الَّذِي قَبْلَ الْفَجْرِ - قَدْ اُنْخِرَ لِلَّهِ لِيُؤَجِّزَ شَرْعِيَّةَ بَقُولِهِ: لِيُرْجِحَ قَائِمَكُمْ، وَيُؤَقِّظَنَا مَعَكُمْ - (رواه الجماعة الاثرنذی) وَالْقَائِمُ: الَّذِي يُصَلِّي صَلَاةَ اللَّيْلِ - وَرُجُوعُهُ: عَوْدُهُ اِلَى نَوْمِهِ، اَوْ قُوْدُهُ عَنْ صَلَاتِهِ اِذَا سَمِعَ الْاَذَانَ - فَيَسَّ لِلْاَعْلَامِ بِدُخُولِ الْوَقْتِ، وَ لِاحْتِضَارِ الصَّلَاةِ سَبِيلَ السَّلَامِ: ۱۲۳/۱

یعنی ”حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما میں فجر سے پہلے اذان کہنے کا ثبوت ہے، مگر یہ اذان اس لیے نہیں جو اس کی اصل غرض ہے۔ کیونکہ اصل مقصد اذان سے نماز کے وقت کا اعلان اور سامعین کو نماز میں شرکت کی دعوت دینا ہے اور فجر سے قبل جو اذان دی جاتی ہے، اس کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اطلاع دی ہے، کہ یہ سونے ہوئے کو جگانے، اور قیام کرنے والے کو لوٹانے کی خاطر ہے۔ اس کو ترمذی رحمہ اللہ کے سوا باقی جماعت نے روایت کیا ہے۔ قائم سے مراد: جو رات کو نماز پڑھتا ہے۔ اس کو لوٹانے سے مراد یہ ہے، کہ وہ سو جائے یا نماز سے فارغ ہو کر بیٹھ جائے، جب کہ اذان سنے۔ پس یہ اذان نہ وقت نماز کی اطلاع کے لیے ہے اور نہ نماز میں حاضری کی خاطر ہے۔“

نیز حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

”اگر کہا جائے کہ شرعی اذان کی تعریف جو پہلے گزر چکی ہے، وہ یہ ہے کہ مخصوص الفاظ سے نماز کے قائم کی اطلاع کرنا، اور قبل از وقت اذان جینے میں وقت کی اطلاع نہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ وقت کی اطلاع دینا ”اعم“ ہے۔ وقت ہو چکا ہو یا وقت ہونے کے قریب ہو۔

صبح کی نماز کو باقی نمازوں کے درمیان سے اس وقت اذان جینے کے ساتھ اس لیے مخصوص کیا گیا کہ، اول وقت نماز پڑھنے کی ترغیب دی گئی ہے اور صبح غالباً نیند کے بعد واقع ہوتی ہے۔ اس واسطے ایسے آدمی کا تقرر مناسب ہوا، کہ وہ لوگوں کو وقت کے داخل ہونے سے پہلے آگاہ کرے، تاکہ وہ تیار ہو جائیں، اور اول وقت کی فضیلت کو پالیں۔“ فتح الباری: ۱۰۵/۲

ائمہ شارحین حدیث کی وضاحتوں سے یہ بھی معلوم ہوا، کہ پہلی اذان بھی من وجہ نماز فجر سے متعلق ہے۔ جیسے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے کلام میں مُشَارًا اِیَّہِ ہے۔ اسی بناء پر ائمہ مشاہیر، مالک، شافعی، احمد، ابو یوسف () فرماتے ہیں :

”اذان ہذا دوسری اذان سے کافی ہو سکتی ہے۔ دوبارہ اذان کی ضرورت نہیں۔“

صاحب ”المراعاة“ نے بھی اسی مسلک کو ترجیح دی ہے۔

مذکورہ مباحث سے بخوبی نتیجہ اخذ ہو سکتا ہے کہ صبح کی پہلی اذان کا تعلق نہ تو نفلی نماز پڑھانے سے ہے اور نہ سحری کھانے پینے سے۔ چاہے رمضان ہو یا رمضان کے علاوہ۔ اگرچہ اذان اول کا فعل سحری کھانے کے مباح اوقات میں ہے۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی اذان سے چونکہ اشتباہ (شبہ) پڑ سکتا تھا کہ شاید اب کھانا پنا حرام ہو گیا، اس اشکال کو رفع کرنے کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

’اِنَّ بِلَالًا لَمْ يُؤْذِنْ بِسَبِيلٍ، فَكَلِمَا اَوْ اَشْرَبُوا، حَتَّى يُؤْذِنَ ابْنُ اُمِّ مَكْنُومٍ صَحِيحُ الْبَخَارِيِّ، بَابُ الْاَذَانِ قَبْلَ الْفَجْرِ، رَقْمٌ: ۶۲۰

ورنہ سحری کھانا تو تمام اوقات میں مباح ہے۔ اذان سے پہلے ہو یا بعد اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی یہ اذان سال بھر جاری رہتی تھی۔

”فتح الباری“ میں ہے: ’فِيهِ اِشْعَارٌ بِاَنَّ ذَلِكَ كَانَ مِنْ عَادَتِهِ الْمُسْتَمْرَةِ‘ یعنی حدیث کے الفاظ ’اِنَّ بِلَالًا لَمْ يُؤْذِنْ بِسَبِيلٍ‘ میں دلیل ہے کہ رات کو اذان دینا بلال رضی اللہ عنہ کی دائمی عادت تھی۔ نیز حدیث یاس کی عِلَّتْ لِيُؤَقِّظَنَا مَعَكُمْ وَيُرْجِحَ قَائِمَكُمْ (صحیح مسلم: بابُ بَيَانِ اَنَّ الدُّخُولَ فِي الصُّومِ بِمَحْضِ بَطْلُوعِ الْفَجْرِ... الخ، رقم: ۱۰۹۳) بیان ہوئی ہے، جس کا تعلق پورے سال سے ہے۔



بہر صورت جب بات واضح ہوگئی کہ پہلی اذان سے مقصود تہجد کا وقت ختم ہونے کی اطلاع اور سوتے ہوئے لوگوں کو بیدار کرنا ہے، تو اس کا تقاضا ہے کہ جہاں دو اذانیں ہوں وہاں 'الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ' پہلی اذان میں کہا جائے۔ اس سلسلے میں چند ایک احادیث بطور حوالہ ملاحظہ فرمائیں! نسائی میں ہے:

'عَنْ أَبِي حُمُورَةَ قَالَ... قَالَ... حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ - الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ - الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ فِي الْأَوَّلِي مِنَ الصُّبْحِ نَسْنِ النَّسَائِي، الْأَذَانُ فِي النَّفْرِ، رَقْم: ۶۳۳
حاشیہ نسائی میں ہے:

'فِي الْأَوَّلِي مِنَ الصُّبْحِ: أَي فِي الْفَتَاةِ الْأَوَّلِي - وَفِي نَسْنِي: فِي الْأَوَّلِ: أَي فِي النَّدَاءِ الْأَوَّلِ - وَالْمَرَادُ: الْأَذَانُ دُونَ الْإِقَامَةِ وَاللَّهُ تَعَالَى أَعْلَمُ -

یعنی ابو حمزورہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اذان سکھائی جس طرح کہ تم آج کل حیثیت ہو، پھر اذان کے کلمات کہتے ہوئے کہا: "الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ" صبح کی پہلی اذان میں ہے۔

نیز نسائی میں ہے:

'عَنْ أَبِي حُمُورَةَ، قَالَ: كُنْتُ أُوَدِّنُ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَكُنْتُ أَقُولُ فِي أَذَانِ الْفَجْرِ الْأَوَّلِ: حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ - الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ... نَسْنِ النَّسَائِي، التَّثْوِيبُ فِي أَذَانِ الْفَجْرِ، رَقْم: ۶۳۴
یعنی ابو حمزورہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اذان کہتے تھے، اور پہلی اذان فجر میں "الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ" کہا کرتے تھے۔

"تلخیص البحر" میں ہے: 'وَصَحَّحَهُ ابْنُ حَرَمٍ' یعنی ابو جعفر والی حدیث کو ابن حزم رحمہ اللہ نے صحیح کہا ہے۔ "دارقطنی" میں ہے: 'الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ فِي الْأَوَّلِي مِنَ الصُّبْحِ نَسْنِ الدَّرَقَطَنِي، بَابُ فِي ذِكْرِ أَذَانِ أَبِي حُمُورَةَ وَانْتِخَالَفَ الرِّوَايَاتِ فِيهِ، رَقْم: ۹۰۳

نیز "دارقطنی" میں ہے:

'فَإِذَا أَذْنَتِ بِالْأَوَّلِي مِنَ الصُّبْحِ فَكُلَّ الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ مَرَّتَيْنِ نَسْنِ الدَّرَقَطَنِي، بَابُ فِي ذِكْرِ أَذَانِ أَبِي حُمُورَةَ وَانْتِخَالَفَ الرِّوَايَاتِ فِيهِ، رَقْم: ۹۳۰
سنن ابوداؤد میں ہے:

'عَنْ أَبِي حُمُورَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ النَّحْبُ - وَفِيهِ 'الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ - الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ فِي الْأَوَّلِي مِنَ الصُّبْحِ نَسْنِ أَبِي دَاوُدَ، بَابُ كَيْفَ الْأَذَانُ، رَقْم: ۵۰۱
'سنن کبریٰ' بیہقی میں ہے:

'إِنَّكَ كَانَ يُثَوِّبُ فِي الْأَذَانِ الْأَوَّلِ مِنَ الصُّبْحِ بِأَمْرِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ'

یعنی ابو حمزورہ رضی اللہ عنہ صبح کی پہلی اذان میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے تثویب کہتے تھے۔

ان روایات سے معلوم ہوا کہ "الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ" کا اضافہ پہلی اذان میں ہونا چاہیے۔ بشرطیکہ دونوں کے درمیان زیادہ وقفہ نہ ہو۔ بصورت دیگر یہ اذان خلاف منہج نبوی ہوگی۔ اس کا اندازہ قریباً آدھ گھنٹہ تک کیا جاسکتا ہے۔ موجودہ وقت میں "مسجد الحرام" میں یہی انداز معمول ہوا (اسی پر عمل ہو رہا) ہے۔

واضح ہو! اس ساری بحث کا تعلق دو اذانوں سے ہے۔ اگر کسی جگہ صبح کی صرف ایک اذان ہو تو وہاں بلا تردد 'الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ' کا اضافہ اس اذان میں ہوگا۔



اخیر میں یہ بھی یاد رہے کہ دوسری اذان اور اقامت کے مابین وقفہ صرف ہلکی سی دور کعتوں کا ہونا چاہیے۔ طویل انتظار میں بیٹھے رہنا خلاف سنت ہے۔ **ہذا ما عندي والله أعلم بالصواب**
وعلمہ اتم

ہذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ حافظ ثناء اللہ مدنی

کتاب الصلوٰۃ: صفحہ: 236

محدث فتویٰ